بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ط

# انسداد جرائم کے لئے عدالتی نظام کی اصلاح کی اشد ضرورت!

اس میں شک نہیں کہ انسان جلد باز اور جاہل ہے یہی وجہ ہے کہ بہت سارے امور میں جلد بازی کا مظاہرہ کرتا ہوا اپنی جہالت کا ثبوت دیتا ہے۔ جس میں شعوری اور غیر شعوری طور پر دوسروں پر زیادتی کر جاتا ہے۔ اور کبھی کبھار انہی حماقتوں کی وجہ سے اپنے اوپر بھی ظلم کر جاتا ہے۔ مہذب دنیا میں ان زیادتیوں کے ازالہ کے لئے بہترین عدالتی نظام موجود ہے۔ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس کے ساتھ ظلم ہوا ہے اور اس کی حق تلفی ہوئی ہے تو وہ عدالتوں کا رخ کر سکتا ہے۔ جہاں اسکی داد رسی کی جاتی ہے لیکن اگر یہ عدالتیں اسے انصاف مہیا نہ کریں۔ تو وہ خود ہی اپنا حق چھین لینے کی جستجو کرتا ہے۔ جو اس کی دانست میں تو صحیح ہے لیکن قانون کی نظر میں جرم عظیم! پاکستان میں عدالتی نظام کی اصلاح کی اشد ضرورت ہے۔ فوری اور سستا انصاف فراہم نہ ہونے کی وجہ سے آئے دن جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔ گزشتہ دنوں وقوع پذیر ہونے والے دو واقعات جن کی جھلک اخبارات میں شائع ہوئی۔

"ہارون آباد میں معمولی تنازعہ پر شقی القلب نے باپ کو تین بیٹوں سمیت قتل کر دیا"

دوسری خبر "راولپنڈی میں دیرینہ قتل کا بدلہ لینے کے لئے ظفر اقبال نے گیارہ افراد کو قتل کر دیا" ایسی بیسیوں خبریں روزانہ اخبارات کی زینت بنتی ہیں اور پڑھنے والوں کو تشویش میں مبتلا کرتی ہیں اور ہر ذی شعور انسان یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ آخر ہم کونسی دنیا کے باسی ہیں۔ جہاں لوٹ مار، قتل و غارت اور عصمت دری کے واقعات نشان امتیاز بن گئے ہیں اور یہ معمول کی کارروائی سمجھے جاتے ہیں اور ان کے انسداد کے لئے کوئی موثر قدم نہیں اٹھایا جاتا۔ بلکہ آئے دن ان جرائم میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور حکمران بے بس نظر آ رہے ہیں آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ جرائم میں اضافہ کیوں ہو رہا ہے؟ اور لوگ انتہائی قدم خود ہی کیوں اٹھاتے ہیں؟ غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ جرائم کرنے والے دو قسم کے افراد ہیں پہلے وہ لوگ ہیں جو جاہل ہیں اور مجرمانہ ذہن رکھتے ہیں۔ ہر قسم کی اخلاقی، مذہبی، ملی اور انسانی اقدار کو پس پشت

ڈال دیتے ہیں اور محض اپنے ذہن کی تسکین کے لئے ڈاکہ ڈالتے ہیں، قتل کرتے ہیں، ظلم و زیادتی کرتے ہیں، یہ لوگ معاشرہ میں فساد کر کے قلبی سکون حاصل کرتے ہیں۔

دوسرے وہ لوگ ہیں جو انکا نشانہ بنتے ہیں اور عدالتوں میں مایوس ہو کر انتقاماً کوئی قدم اٹھاتے ہیں۔ انصاف نہ ملنے اور اپنی حق تلفی کا بدلہ لینے کے لئے انتقاماً قدم اٹھاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ بھی جرم ہے اور کرنے والا سزا کا مستحق ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ آخر ہمیں جرائم کے انسداد کے لئے کیا کرنا ہوگا؟ ہم مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ ایک عالمگیر نظام حیات رکھنے کے باوجود ہم تہی دست ہیں اور غیروں کے نظام کو مسرت بھری نظروں سے دیکھتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے پاس موجود نظام اس سے بدرجہا اعلیٰ وارفع ہے۔ اسلام دین فطرت ہے اور اسکا نظام بھی فطرت کے عین مطابق ہے۔ ہمارے خالق و مالک نے انسانی اور بشری تقاضوں کے عین مطابق اسے نظام حیات فراہم کیا ہے۔ اسلام میں ولادت سے لیکر وفات تک پیش آمدہ تمام مسائل کا بہترین حل موجود ہے۔ بات صرف اس نظام کی تنفیذ کی ہے اگر اسے تمام شعبہ ہائے زندگی پر نافذ کر دیا جائے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ ملک امن و سکون کا گہوارہ نہ بن سکے۔

اسلام کا نظام عدل ہی لیجئے۔ تاریخ شاہد ہے کہ خلفائے راشدین سے لے کر آخری عباسی خلیفہ تک اگر جرائم کی شرح قلیل تھی تو اس کی وجہ ان کا بہترین نظام عدل تھا کیونکہ عدالتیں نہ صرف آزاد اور خود مختار تھیں بلکہ ان کے فیصلوں کو احترام کی نظر سے دیکھا جاتا اور ان پر فوری عمل درآمد ہوتا تھا۔ ایسی عدالتیں جن کی نظر میں عام آدمی اور خلیفہ برابر ہوتے اور ان کی حیثیت یکساں ہوتی۔ اگر کوئی فریادی عدالت میں امراء اور خلیفہ کے خلاف بھی شکایت کرتا۔ تو وہ عدالت کے روبرو حاضر ہوتے اور جواب دہ ہوتے۔ اور عدالتی فیصلوں کا احترام کرتے۔ اسلام میں کوئی شخص بھی عدالت میں جواب طلبی سے مستثنیٰ نہیں۔ خواہ وہ خلیفہ وقت ہی کیوں نہ ہو۔ اگر ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو پھر عدالتوں کا رعب اور دبدبہ قائم رہتا ہے اور ان کا خوف بھی رعایا محسوس کرتی ہے۔ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کے ساتھ بھی ظلم و زیادتی کی اور عدالت تک شکایت پہنچ گئی تو وہ سزا کا مستحق قرار دیا جائے گا تب کوئی جرم

کرنے کی جرات بھی نہیں کرتا۔

قانون کی بالادستی اور اس کی تنفیذ حکومت وقت کا کام ہے۔ اگر وہ خود ہی اس کا احترام نہ کریں تو رعایا سے اسکی توقع عبث ہے۔ اسلام نے عدالتی نظام کو بڑی اہمیت دی ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعے ہی جرائم پر قابو پایا جاتا ہے۔ مجرم کو سزا ملتی رہے تو ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ جرم ختم ہو جائے گا۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب زہد تقویٰ کے حامل قاضی مقرر ہوں۔ جن کی پارسائی پر ذرہ برابر بھی شبہ نہ ہو۔ لالچ اور خوف سے بے نیاز ہو کر انصاف کا بول بالا کریں۔ فوری سماعت کے ساتھ جلد سے جلد انصاف مہیا کریں اور مظلوموں کی داد رسی کریں۔

بد قسمتی سے ہمارے ہاں عدالتی نظام میں بے شمار پیچیدگیاں ہیں۔ ناقص اور غیر معیاری نظام کی بدولت ہر شخص عدالتوں سے گھبراتا ہے۔ جرائم کی نوعیت کیسی ہی کیوں نہ ہو۔ عدالتی اخراجات "کورٹ کی شکل میں" اور وکلاء کی بھاری فیسیں انصاف کے حصول میں بڑی رکاوٹیں ہیں غریب آدمی مقدمے کی پیروی کیسے کر سکتا ہے ایک مقدمہ پر لاکھوں کے اخراجات کے ساتھ مدتوں زیر سماعت رہنے کی وجہ سے خود مدعی بد دل ہو جاتا ہے اور گواہ علیحدہ بیٹھ جاتے ہیں بار بار عدالتوں میں طلبی سے ہر انسان گھبراتا ہے۔

ویسے بھی فطرتی بات ہے کہ جب جرم تازہ ہو تو گواہی دینے والا واقعات کو احسن طریقے سے بیان کر سکتا ہے اور مجرم سے نفرت اور اسے سزا دلوانے کے لئے ہر مستعد ہوتا ہے۔ لیکن جوں جوں جرم پرانا ہوتا ہے۔ ذہن سے اسکا اثر ختم ہو جاتا ہے۔ مجرم سے نفرت کی بجائے ہمدردی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور گواہی دینے والے بھی اسے صحیح بیان نہیں کر سکتے۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستان میں عدالتی نظام کو فورا بہتر بنایا جائے اگر موجودہ حکمران یہ چاہتے ہیں کہ جرائم میں نہ صرف کمی ہو۔ بلکہ جرائم ختم ہو جائیں۔ تو انہیں یہ عدالتی نظام تبدیل کرنا ہوگا اور اسلامی حدود کی تنفیذ کرنی ہوگی۔ اسلامی سزائیں نافذ کر کے ہی ہم جرائم کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ انصاف کے تقاضے پورے تب ہوتے ہیں جب حکمران خود بھی اپنے آپ کو محاسبہ کے لئے عدالت سے مستثنیٰ قرار نہ دیں۔ اگر موجودہ عدالتی نظام ہی برقرار رکھنا ہے تو